مل جائے تو بہت سی غلط فہمیاں رفتہ رفتہ خود بخود زائل ہو جائیں گی، اور جو باقی رہ جائیں گی وقت کے ساتھ ساتھ ان کی شدت بھی کم ہو جائے گی!

یہی وجہ ہے کہ ہم اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کے کچھ زیادہ قائل نہیں ہیں۔

لیکن ہمیں یہ عرض کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ مصنف نے، بڑے خلوص اور دیانت فکر کے ساتھ یہ کتاب لکھی ہے۔ انھوں نے بڑا سلجھا ہوا انداز اختیار کیا ہے۔ اپنے افکار کو دلائل سے مبرہن کرنے کی کوشش کی ہے۔ مطالعہ و تحقیق میں اپنی طرف سے انھوں نے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا ہے۔ کتاب کا ایک ایک صفحہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ لکھنے والے نے بڑی عرق ریزی اور جذبۂ خلوص کے ساتھ یہ کتاب لکھی ہے، اور اعتدال کا دامن کہیں بھی حتی الامکان ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ کتاب کا اگر امعان نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ مصنف نے کم از کم شعوری طور پر کہیں بھی، کسی مکتب فکر کے جذبات و محسوسات کو مجروح کرنے کی کوشش نہیں کی ہے، اور یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے، جس پر وہ اہل دانش کی طرف سے سزاوار تحسین و ستائش ہیں۔

کوئی کتاب کتنی ہی دیانت فکر کے ساتھ کیوں نہ لکھی گئی ہو اس کے تمام مندرجات، نتائج اور دلائل سے اتفاق کرنا ممکن نہیں، اس کتاب میں بھی چند ایسی چیزیں ہیں جو بحث طلب ہیں۔ بالخصوص بعض راویوں پر جو جرح کی گئی ہے وہ بڑی حد تک قابل غور اور قابل قبول ہونے کے باوجود تشنۂ تحقیق مزید ہے۔ لیکن مجموعی حیثیت سے کتاب بہر حال مفید اور نافع ہے۔ اس کے مطالعہ کی سفارش بے تامل کی جا سکتی ہے۔ عمر ابو النصر کی کتاب سے مصنف نے کافی استفادہ کیا ہے۔

ہم نفسانِ رفتہ یہ رشید احمد صدیقی کے مضامین کا مجموعہ ہے جو انھوں نے بعض مرحوم شخصیتوں پر تحریر فرمائے ہیں۔

اس کتاب میں شفیق الرحمٰن قدوائی، مولانا سید سلیمان ندوی، افضل العلماء ڈاکٹر عبد الحق، نواب اسماعیل خاں، مولانا ابو الکلام آزاد، پروفیسر احمد شاہ بخاری پطرس، کندن، بابائے اردو

عبدالحق۔ حضرت جگر مراد آبادی، اور پنڈت جواہر لال نہرو پر اپنے عمیق تاثرات کو لازوال نقوش کی صورت میں رشید احمد صدیقی نے محفوظ کر دیا ہے۔

رشید احمد صدیقی ایک مخصوص طرز انشاء کے مالک ہیں۔ طنزیات و مضحکات ان کا خاص موضوع ہے، اور بلاشبہ اس اقلیم کے وہ شہریار ہیں۔ لیکن مشاہدات کی روشنی میں سوانحی خاکے لکھنا بھی ان کا حصہ ہے۔ جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کی صورت و سیرت، گفتار و کردار، اور شخصیت کا مرقع کھینچ کر رکھ دیتے ہیں۔ تحریر کا کمال یہ ہے کہ پڑھنے والا مطالعے کے دوران میں ایسا کھویا جاتا ہے کہ مضمون ختم کرنے کے بعد ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ "میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"

یوں تو ہر مضمون رشید احمد صدیقی کے مخصوص طرز تحریر کا آئینہ دار ہے لیکن پطرس، افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق، کندن اور جگر مراد آبادی پر جو کچھ لکھا ہے وہ خاصے کی چیز ہے۔ "ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ!"

آئینۂ ادب، چوک مینار لاہور نے بڑے اہتمام اور سلیقہ سے یہ کتاب چھاپی ہے۔ کاغذ کتابت، طباعت بہترین۔ جلد عمدہ۔ قیمت چھ روپے۔ (م۔ ا)